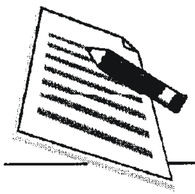

نوٹ

7

خواجہ حسن نظامی

مصنف کا تعارف

خواجہ حسن نظامی کا نام علی حسن ہے۔ ان کے اجداد کا تعلق حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے خاندان سے بہت قریبی تھا۔ وہ دہلی میں ۱۸۷۸ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم عربی اور فارسی میں حاصل کی تھی۔ بارہ سال کی عمر میں یتیم ہوگئے۔ اس لیے زیادہ تعلیم حاصل نہ کرسکے۔ گذر اوقات کے لیے دہلی کی گلیوں میں کتابوں کی گٹھری لاد کر آوازیں دے دے کر بیچنے لگے۔ وہ بیحد ذہین اور اعلیٰ صلاحیتوں کے انسان تھے۔ اس لیے اس غریبی میں بھی اپنی ترقی کی راہ نکال لی۔ جب پھیری لگاتے لگاتے تھک جاتے تو ستانے کے لیے بیٹھ جاتے اور گٹھری کھول کر کوئی نہ کوئی کتاب نکال لیتے اور مطالعہ میں کھو جاتے۔ اس طرح آپ نے نہ صرف اپنی تعلیمی کمی پوری کرلی بلکہ خود اردو کے بہت بڑے ادیب بن گئے۔ ساری زندگی دہلی ہی میں گزری۔ فقیر منش آدمی تھے۔ اس لیے ہندوستان اور ہندوستان سے باہر آپ کے لاکھوں مرید تھے۔ ۱۹۵۵ء میں دہلی میں ہی آپ کا انتقال ہوا۔ درگاہ نظام الدین اولیاء میں دفن کئے گئے۔

آپ کی تحریر میں بے حد بے ساختگی اور بے تکلفی ہے۔ ہر بات نہایت دلچسپ اور دلکش انداز میں کہتے ہیں۔ عبارت اتنی آسان ہوتی ہے کہ معمولی سے معمولی پڑھا لکھا بہ آسانی سمجھ سکتا ہے۔ معمولی سے معمولی لفظ میں طرح طرح کے معنی پیدا کرنے میں آپ کو کمال حاصل ہے۔ فطرت کی تصویر اس طرح کھینچتے ہیں کہ ایک جیتا جاگتا منظر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ کو مصوّر فطرت کہا جاتا ہے۔ یہ خصوصیات آپ کو اس مضمون میں بھی ملیں گی جو آپ کے نصاب میں شامل ہے۔

مقاصد

اس سبق کو پڑھنے کے بعد آپ:

1. مشکل الفاظ کے معنی سمجھ کر اپنی گفتگو میں استعمال کرسکیں گے؛

NOS\NOTE1.tif not found.

2. مختلف محاوروں کے معنی سمجھ کر اپنی تحریر و گفتگو میں استعمال کر سکیں گے؛

3. ''اچھوں کی صحبت اچھا بناتی ہے اور بروں کی صحبت برا کر دیتی ہے۔'' اس کہاوت کو سمجھ کر اسے مشعلِ راہ بنا سکیں گے؛

4. تمثیل کسے کہتے ہیں۔ یہ سمجھ سکیں گے؛

5. خواجہ حسن نظامی کے اسلوب بیان اور زندگی کے حالات کو بیان کر سکیں گے۔

7.1 اصل سبق

آیئے اب ایک بار پورا سبق بڑھ لیں۔

مِس چڑیا کی کہانی

ایک چڑے چڑیا نے نئی روشنی کی ایک اونچی کوٹھی میں اپنا گھونسلا بنایا تھا۔ اس کوٹھی میں ایک مسلمان رہتے تھے۔ جو ولایت سے بیرسٹری پاس کر کے اور ایک میم کو ساتھ لے کر آئے تھے۔ ان کی بیرسٹری کچھ چلتی نہ تھی۔ مگر گھر کے زمیندار تھے گزارہ خوبی سے ہو جاتا تھا۔ ولایت سے آنے کے بعد خدا نے ان کو ایک لڑکی بھی عنایت کی تھی جو ماشاء اللہ چلتی پھرتی تھی اور باپ کی طرف سے مسلمان اور ماں کی طرف سے مِس بابا تھی۔

نئی روشنی: مغربی تہذیب

چڑے چڑیا نے کھپریل کے اندر ایک سوراخ میں گھر بنایا۔ تنکوں اور سوت کا فرش بچھایا۔ یہ سوت پڑوس کی ایک بڑھیا کے گھر سے چڑیا لائی تھی۔ وہ بچاری چرخہ کاتا کرتی تھی۔ الجھا ہوا سوت پھینک دیتی تو چڑیا لاتی اور اپنے گھر میں اسے بچھا دیتی۔

خدا کی قدرت ایک دن انڈا پھسل کر گر پڑا اور وہ ٹوٹ گیا۔ ایک ہی باقی رہا۔ بچاری چڑیا کو اس انڈے کا بڑا صدمہ ہوا۔ جس دن انڈا گرا ہے تو چڑیا گھونسلے میں تھی۔ چڑا باہر دانہ چگنے گیا ہوا تھا۔ وہ گھر میں آیا تو چڑیا کو چپ چپ اور مغموم دیکھ کر سمجھا میرے دیر میں آنے کے سبب خفا ہو گئی۔

مغموم: اداس

لگا پھدک پھدک کر ''چوں چوں چیں، چڑچوں چیں، چڑچوں چیں، چڑچوں چیں، چڑچوں چڑچوں'' کرنے۔ کبھی چونچ مار کر گدگدی کرتا کبھی خود اپنے پروں کو پھلاتا، ناچتا اور مٹکتا مگر چڑیا اسی طرح پھولی بھری خاموش بیٹھی رہی۔ اس نے مردذات کی خوشامد کا کچھ بھی جواب نہ دیا۔ چڑا سمجھا بہت ہی خفگی ہے، مزاج حد سے زیادہ بگڑ گیا۔ خوشامد سے کام نہ چلے گا۔ مرد کی کتنی بڑی توہین ہے کہ اتنی دیر خوشامد درآمد کی، بیگم صاحبہ نے آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا۔ یہ خیال کر کے چڑا بھی منہ پھیر کر بیٹھ گیا اور چڑیا سے بے رُخ ہو کر بیرسٹر صاحب کو جھانکنے لگا جو اپنی لیڈی کے سامنے آرام کرسی پر لیٹے تھے۔ چڑے نے خیال کیا یہ آدمی کیسے خوش نصیب ہیں! یہ دونوں خوش وبشاش زندگی کاٹ رہے ہیں۔ ایک میں بدنصیب ہوں سویرے کا گیا دانہ چگ کر اب گھر میں گھسا

پھولی بھری: ناراض

خوش وبشاش: ہنسی خوشی

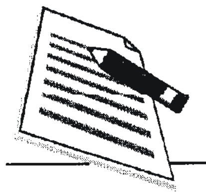

نوٹ

ہوں۔ مگر چڑیا صاحبہ کا مزاج ٹھکانے نہیں ہے۔ کاش میں چڑا نہ ہوتا کم سے کم آدمی بنایا جاتا۔

چڑا اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ چڑیا نے غمناک آواز نکالی ''چوں''۔ چڑے نے جلدی سے مڑ کر چڑیا کو دیکھا اور کہا ''چوں چوں چڑ چوں۔ کیا ہے آج تم کو ایسی چپ کیوں ہے؟'' چڑیا بولی ''انڈا گر کر ٹوٹ گیا۔''

انڈے کی خبر سے پہلے تو چڑے کو ذرا سا رنج ہوا۔ مگر اس نے صدمہ کو دبا کر کہا، تم کہاں چلی گئی تھیں، انڈا کیوں گر پڑا؟ چڑیا نے کہا ''میں اڑ کر ذرا چمن کی ہوا کھانے چلی گئی تھی، جھپٹے سے انڈا پھسل گیا۔'' یہ سن کر چڑا آپے سے باہر ہوگیا، اس کے مردانہ جوش میں طوفان اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے کڑک دار گرجتی ہوئی چوں چوں میں کہا ''پھوہڑ'' بدسلیقہ تو کیوں اڑی تھی؟ تجھ کو چمن کی ہوا کے بغیر کیا ہوا جاتا تھا۔ کیا تو بھی اس گوری عورت کی خصلت سیکھتی ہے۔ جو گھر کا کام چھوڑ کر ہواخوری کرتی پھرتی ہے۔ تو ایک چڑیا ہے، تیرا کوئی حق نہیں ہے۔ آج کل تو انڈوں کی نوکر تھی۔ تجھے یہاں سے ہٹنے کا اختیار نہ تھا تو نے میرے ایک انڈے کا نقصان کرکے اتنا برا قصور کیا ہے کہ اس کا بدلہ کچھ نہیں ہوسکتا۔ تو نے میرے بچے کو جان بوجھ کر مار ڈالا۔ تو نے خدا کی امانت کی قدر نہ کی جو اس نے ہم کو نسل بڑھانے کی خاطر دی تھی۔ میں نے پہلے دن منع کردیا تھا کہ اری کمبخت اس کوٹھی میں گھونسلا نہیں بنا۔ ایسا نہ ہو ان لوگوں کا اثر ہم پر بھی پڑ جائے۔ ہم بچارے پرانے زمانے کے دیسی چڑے ہیں، خدا ہم کو نئے زمانے کے چڑے چڑیا سے بچائے رکھے۔ کیوں کہ پھر گھر کے رہتے ہیں نہ گھاٹ کے۔ مگر تو نہ مانی اور کوٹھی میں رہوں گی! کوٹھی میں گھر بناؤں گی!! کہہ کر ناک میں دم کردیا۔ اب لا میرا بچہ۔ میں تجھ سے لوں گا، نہیں تو مارے ٹھونگوں کے کچلا بنادوں گا۔ بڑی صاحب نکلی تھیں ہوا کھانے۔ اب بتاؤں تجھ کو ہوا کھانے کا مزہ؟''

ادھیڑ بن: الجھن

خصلت: عادت

ہواخوری کرنا: گھومنا پھرنا

چڑیا پہلے تو اپنے غم میں چپ چاپ چڑے کی باتیں سنتی رہی لیکن جب چڑا حد سے بڑھا تو اس نے زبان کھولی اور کہا ''بس بس سن لیا، بگڑ چکے۔ زبان کو روکو، انڈے بچے پالنے کا مجھ ہی پر ٹھیکہ نہیں ہے۔ تم بھی برابر کے شریک ہو۔ سویرے گئے تھے یہ وقت آگیا ہے۔ خبر نہیں اپنی کس سگی کے ساتھ گلچھرے اڑاتے پھرتے ہوگے۔ دوپہر میں گھر کے اندر گھسے ہیں اور آئے تو مزاج دکھاتے آئے، انڈا گر پڑا۔ مگر میرے پنجے کی نوک سے، میں کیا کروں؟ میں انڈے کی خاطر اپنی جوان جان کو گھن لگادوں؟ دو گھڑی باہر کی ہوا بھی نہ کھاؤں؟ صبح سے یہ وقت آیا۔ ایک دانہ حلق سے نیچے نہیں اترا۔ تم نے پھوٹے منہ سے یہ نہ پوچھا کہ تو نے کچھ نگلا یا مزاج ہی کھانا آتا ہے؟ اب وہ زمانہ نہیں ہے کہ اکیلی چڑیا پر سب بوجھ ہو۔ اب آزادی اور برابری کا وقت ہے۔ آدھا کام تم کرو، آدھا میں کروں۔ دیکھتے نہیں میم صاحب کو سارا کام نہیں کرنا پڑتا ہے اور بچہ کو آیا کھلاتی ہے۔ تم نے ایک آیا رکھی ہوتی۔ تمہارے انڈوں بچوں کی آیا نہیں ہوں۔''

گل چھرّے اڑانا: موج مستی کرنا

میم: میڈم کا مخفف

آیا: بچے کھلانے والی عورت

چڑیا کی اس تقریر سے چڑا سن ہوگیا اور کچھ جواب نہ بن پڑا۔ بیچارہ غصہ کو پی کر خوشامد کرنے لگا اور اس دن سے چڑیا کے ساتھ آدھی خدمت انڈے بچوں کی اس نے اپنے ذمہ لی۔

ایک انڈا ٹوٹ چکا تھا۔ دوسرے انڈے سے ایک بچہ نکلا جو مادہ یعنی چڑیا تھی۔ جب یہ بچہ ذرا بڑا ہوا اور اس نے صاحب کے

NOS\NOTE1.tif not found.

بچہ کو دیکھا کہ وہ کاٹھ کے گھوڑے پر سوار ہوتا ہے، گھڑی گھڑی دودھ پیتا ہے، ٹب میں بیٹھ کر نہاتا ہے نئے نئے خوبصورت کپڑے پہنتا ہے تو اس چڑیازادی نے باپ سے کہا۔

چیں چیں چیں۔ ابا مجھ کو گھوڑا منگادو، ابا میں بھی ٹب میں نہاؤں گی۔ ابا مجھ کو بھی ایسے رنگ برنگ کے کپڑے لادو۔ چڑے نے چڑیا سے کہا ''لے سن۔ دیکھا مزا کوٹھی میں گھر بنانے کا؟ اب لا اپنی لاڈلی کے واسطے گھوڑا، ٹب منگا، کپڑے بنا۔'' چڑیا نے کہا ''دیکھو پھر وہی لڑائی کی باتیں نکالیں، ایک کی تو تمہاری اس کل کل سے جان گئی، یہ نگوڑی بچی ہے تم اس کو بھی نہیں دیکھ سکتے؟ بچہ ہے کہنے دو۔ یہ کیا جانے ہم غریب ہیں اور یہ چیزیں نہیں لاسکتے۔ بڑی ہوگی تو آپ سمجھ لے گی کہ چڑیوں کو آدمی کی ریس سے کیا سروکار؟'' مس چڑیا نے ماں کی بات سن کر کہا۔ ''واہ بی اماں واہ! تم غریب تھیں، تم چڑیا تھیں تو امیر کی کوٹھی میں آکر کیوں رہی تھیں۔ گاؤں کے چھپر میں گھر بنایا ہوتا۔ میں ہرگز نہ مانوں گی اور میم صاحبہ کے بچے کی سی سب چیزیں منگوا کر رہوں گی۔ نہ لاؤ گے تو لو میں گرتی ہوں اور مرتی ہوں، زندہ نہ رہوں گی نہ تم پر میرا بوجھ ہوگا۔''

ریس: نقل، مقابلہ

چڑے چڑیا نے گھبرا کر کہا۔ ''ہے ہے! ایسا غضب نہ کیجیو، ہم سب کچھ منگادیں گے۔'' یہ کہہ کر اور مس چڑیا کو دلاسا دے کر دونوں نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کیا۔ روتے تھے اور یہ کہتے تھے۔ ''ہائے اچھوں کی صحبت اچھا بناتی ہے اور بروں کی صحبت برا کر دیتی ہے۔ یہ بیرسٹر صاحب اچھے سہی مگر ان کی صحبت سے تو ہمارا ستیاناس ہوگیا۔ ہائے ہماری لاڈلی ہاتھوں سے نکل گئی یہاں تو اور کوئی چڑیا بھی نہیں جو ہمارے دکھ میں شریک ہو۔'' چڑے چڑیا روتے تھے اور مس چڑیا قہقہہ لگاتی تھی کہ نئے زمانے کی اولاد ایسی ہی ہوتی ہے۔

دلاسا دینا: تسلی دینا

بیرسٹر: وکیل

7.2 متن کی تشریح

ایک چڑیا چڑے نے۔۔۔۔بچّوں کی آیا نہیں ہوں

خواجہ حسن نظامی نے اپنے اس انشائیے میں مغربی تہذیب کی اندھی تقلید پر طنز کیا ہے۔ مصنف نے اس سبق میں انسانوں کے درمیان ہونے والی گفتگو کو چڑیا چڑے کی زبانی کہلوایا ہے۔ اسے تمثیل کہتے ہیں۔

آپ نے پڑھا، چڑیا چڑے نے ''نئی روشنی'' کی ایک اونچی کوٹھی میں اپنا گھونسلہ بنایا تھا۔ یہاں نئی روشنی سے مصنف کی مراد انگریزی تہذیب سے ہے۔ کیونکہ اس کوٹھی میں اک مسلمان بیرسٹر اور اس کی عیسائی بیوی اور بیٹی رہتے تھے۔ وہ اپنی بچی کو مس بابا کہتے تھے۔ انگریزی میں ''مس'' بغیر شادی شدہ لڑکی کو کہتے ہیں۔ اور ''بابا'' ہر چھوٹے بچے کو خواہ وہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو بابا کہتے ہیں۔

آپ نے پڑھا۔ ''اس نے مردذات کی خوشامد کا کچھ جواب نہ دیا۔ مجھ مرد کی کتنی بڑی توہین ہے کہ اتنی دیر خوشامد درآمد کے بعد بھی بیگم صاحبہ نے آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا۔'' ان جملوں میں مصنف نے مردوں کی اس غلط فہمی اور حاکمانہ ذہنیت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ عورتوں سے برتر ہیں۔ مصنف کہتا ہے جب چڑے نے دیر سے گھر آنے پر چڑیا کی خفگی کو محسوس کر لیا تھا اور

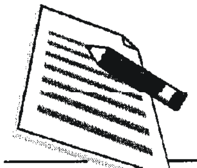

نوٹ

اس کی خوشامد کر لی تھی تو چڑیا کو مان جانا چاہیے تھا۔ مگر وہ نہ مانی۔ اس لیے چڑے کو بڑی بے عزتی محسوس ہوئی۔ اور اب وہ چڑیا سے ناراض ہو گیا۔

اس طرح جب چڑیا انڈے کے گر جانے اور ٹوٹ جانے کی خبر دیتی ہے۔ تو چڑا غصہ کے مارے دیوانہ ہو جاتا ہے اور چڑیا کو ہزاروں باتیں سنا ڈالتا ہے۔ مثلاً۔ پھوہڑ۔ بدسلیقہ۔ تو کیوں اڑی تھی۔ آج کل تو انڈوں کی نوکر تھی اب لا میرا بچہ میں تجھ سے لوں گا ورنہ مارے ٹھونگوں کے کچلا بنا دوں گا۔ کیا یہاں آپ کو چڑے کی شکل میں ایک مرد بولتا ہوا دکھائی نہیں دیتا؟ آپ نے ٹھیک کہا۔ ان جملوں سے پتہ چلتا ہے کہ مرد اپنے آپ کو حاکم اور عورت کو محکوم سمجھتے ہیں۔ اور اسے ایک نوکر سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ اور اگر عورت کبھی اپنی مرضی یا اپنی خواہش کے مطابق کوئی کام کرنے لگے تو اسے طعنے تشنے اور مارنے پیٹنے کی دھمکی دیتے ہیں۔ جیسا کہ چڑا کہہ رہا تھا۔ ''چڑیا پہلے تو اپنے غم میں چپ چاپ چڑے کی باتیں سنتی رہی۔ لیکن جب چڑا حد سے بڑھا تو اس نے زبان کھولی۔'' اس جملے کے ذریعہ مصنف یہ بتانا چاہتا ہے۔ کہ نئی روشنی والی کوٹھی میں رہ کر اور اس عیسائی عورت کو دیکھ دیکھ کر اپنے حقوق سے خوب واقف ہو گئی تھی۔ اسی طرح آج کل کے زمانے میں عورتوں نے تعلیم حاصل کر کے اور کچھ مغربی تہذیب کی نقل کر کے اپنے حقوق کے لیے آوازیں اٹھانا شروع کر دی ہیں۔ وہ بھی کچھ اسی طرح کی باتیں کرتی ہیں جو چڑیا نے کہیں۔ مثلاً۔ انڈے بچے پالنے کا مجھ ہی پر ٹھیکہ نہیں ہے۔ تم بھی برابر کے شریک ہو۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ اکیلی چڑیا پر سب بوجھ ہو۔ اب آزادی اور برابری کا حق ہے۔ آدھا کام تم کرو آدھا کام میں کروں۔ میں تمہارے انڈوں بچوں کی آیا نہیں ہوں۔'' آپ نے غور کیا؟ مصنف نے چڑیا کی زبان سے وہ مخصوص جملے کہلوائے ہیں جو عام طور پر گھروں میں لڑائی ہو جانے پر عورتیں کہتی ہیں۔

7.3 زبان کے بارے میں

''کاش'' حرف تمنا ہے۔

''ادھیڑ بن میں ہونا'' محاورہ ہے جس کے معنی ہیں کسی الجھن میں گرفتار ہونا۔

''گھر کے رہے نہ گھاٹ کے'' کہاوت ہے۔ جس کے معنی ہیں دوسروں کی نقل کرنے کے چکر میں اپنی اصلی حالت کو بھی بھول جانا۔

سبق میں ایک جگہ آیا ہے کہ ''کیا تو بھی اس گوری عورت کی خصلت سیکھتی ہے۔ جو گھر کا کام کاج چھوڑ کر ہوا خوری کرتی پھرتی ہے۔'' اس جملے میں مصنف مغربی عورت کے طور طریقوں پر طنز کرتے ہوئے یہ بتانا چاہتا ہے کہ مغربی تہذیب اور مشرقی تہذیب میں بہت فرق ہے۔ مشرقی عورت گھر کی چار دیواری میں رہ کر شوہر اور بچوں کی خدمت کرنا اپنا اولین فرض سمجھتی ہے۔ مگر مغرب میں ایسا نہیں ہے وہاں عورت اپنے آپ کو مردوں کے برابر سمجھتی ہے اور مردوں سے گھر کے کاموں میں برابر کی حصہ داری کا مطالبہ کرتی ہے۔

''آپے سے باہر ہو جانا محاورہ ہے۔ جس کے معنی ہیں غصہ پر قابو نہ رکھ پانا۔''

NOS\NOTE1.tif not found.

''اس کے مردانہ جوش میں طوفان کھڑا ہوگیا۔'' کا مطلب ہے کہ چڑیا کے باہر نکلنے پر چڑے کو بہت غصہ آیا۔ کیوں کہ وہ تو اسے آج کل انڈوں کا نوکر سمجھے ہوئے تھا۔ اس کے خیال میں چڑے کے حکم کے بغیر اسے کہیں نہیں جانا چاہیے تھا۔ اس لیے اس نے چڑیا کو خوب ڈانٹا۔ اکثر مرد بھی اپنی برتری جمانے کے لیے عورتوں کے اوپر پابندی لگایا کرتے ہیں۔ اور عورتوں کے پابندی نہ کرنے پر اسی طرح ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں۔

چڑیا نے کہا ''خبر نہیں اپنی کس سگی کے ساتھ گلچھرے اڑاتے پھرتے ہوگے۔'' یعنی کسی دوسری چڑیا کے ساتھ گھومتے ہوگے۔ جب عورتیں اپنے شوہر کو بہت سخت بات کہنا چاہتی ہیں تو اس طرح کا طعنہ دیتی ہیں۔

آپ نے پڑھا۔ ''اب آزادی اور برابری کا حق ہے۔'' آج کل کی پڑھی لکھی عورتوں کا یہ محبوب نعرہ ہے۔ اس کے ذریعہ مصنف یہ بتانا چاہتا ہے کہ پڑھی لکھی عورتیں اب گھروں میں بند ہوکر نہیں بیٹھنا چاہتی بلکہ باہر نکل کر مردوں کی طرح کام کرنا اور انہیں کی طرح آزاد رہنا چاہتی ہیں۔

''میرے پنجے کی نوک'' مصنف نے چڑیا کی مناسبت سے عورتوں کے خاص محاورے ''میری جوتی کی نوک پر'' کی جگہ استعمال کیا ہے۔

متن پر سوالات 7.1

درست جواب پر صحیح کا نشان لگایئے۔

1. نئی روشنی سے مصنف کی کیا مراد ہے۔
   (i) مغربی تہذیب
   (ii) نیا گھر
   (iii) مس بابا

2. اس کے مردانہ جوش میں طوفان اٹھ کھڑا ہوا سے کیا مراد ہے۔
   (i) چڑیا کی من مانی پر چڑے کو غصہ آ گیا۔
   (ii) احساس برتری سے چڑا غصہ میں بھر گیا۔
   (iii) چڑا غصہ کے مارے دیوانہ ہوگیا۔

3. ''گھر کے رہے نہ گھاٹ کے'' کیا ہے؟
   (i) محاورہ ہے۔
   (ii) روزمرہ ہے۔
   (iii) کہاوت ہے۔

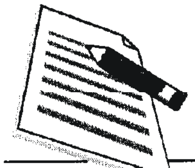

نوٹ

7.6 متن کی تشریح

چڑیا کی اس تقریر سے۔۔۔۔۔اولاد اپنی ہی ہوتی ہے

آپ نے پڑھا کہ دوسرے انڈے میں سے جو بچہ نکلا وہ چڑیا تھی۔ اس نے نئے زمانے میں آنکھیں کھولی تھیں اور بیرسٹر صاحب یعنی وکیل صاحب کی مس بابا کے ناز نخرے وہ بھی ویسی ہی نیا اور وہی چیزیں استعمال کرنا چاہتی تھی۔ لہٰذا اس نے کپڑوں اور نہانے کے ٹب وغیرہ کی فرمائش کرنا شروع کردی۔ یہاں مصنف نے بچے کی اسی نفسیات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ بچے میں اچھے برے کی تمیز نہیں ہوتی۔ وہ جو کچھ دیکھتے ہیں اس کی نقل کرنے لگتے ہیں۔ انہیں اچھے اور برے میں فرق بتانا، اچھی باتوں کی نقل کرنے اور انہیں اپنانے میں مدد کرنا ماں باپ کی ذمے داری ہے۔

چڑیا نے کہا: بڑی ہوگی تو آپ سمجھ لے گی کہ چڑیوں کو آدمی کی ریس سے کیا سروکار؟'' چڑیا کی زبان سے یہ بات کہلوا کر مصنف یہ بتانا چاہتا ہے کہ غریب لوگ امیروں کی نقل کرنا چاہیں بھی تو نہیں کرسکتے کیوں کہ ان کے پاس اتنے وسائل نہیں ہوتے۔

آپ نے پڑھا کہ چھوٹی چڑیا نے اپنی ماں کے اوپر طنز کرتے ہوئے کہتی ہے ''تم غریب تھیں تو امیر کی کوٹھی میں گھونسلہ کیوں بنایا؟'' کسی غریب کے چھپر میں گھر بنایا ہوتا'' یہ کہہ کر مصنف نے یہ نصیحت کی ہے کہ ہر آدمی کو اپنے حالات کے مطابق ہی زندگی گزارنی چاہیے۔ اپنے سے امیر اور خوشحال لوگوں کی نقل نہیں کرنا چاہیے۔ کیوں کہ آمدنی اور وسائل نہ ہونے کی وجہ سے ہم ان جیسے تو بن نہیں پاتے۔ اور نقل کرنے کے چکر میں اپنے حالات بہتر بنانے کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ اس لیے حالات خراب سے خراب تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور ہم نہ ادھر کے رہتے ہیں اور نہ ادھر کے۔

چھوٹی چڑیا کے منہ سے مرنے کی دھمکی سن کر چڑیا چڑے کو اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں ''اچھوں کی صحبت اچھا بناتی ہے اور بروں کی صحبت برا کردیتی ہے۔'' یعنی اچھے لوگوں کے ساتھ رہنے سے کوشش کیے بغیر خود بخود ہمارے اندر اچھی باتیں پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ بالکل یہی بات برے لوگوں کے ساتھ رہنے سے ہوتی ہے۔ چڑیا چڑے سوچتے ہیں کہ آج اگر ہم نے دوسری چڑیوں کے ساتھ مل کر گھونسلہ بنایا ہوتا تو ہماری بچی مس بابا کی نقل نہ کرتی۔ بلکہ اپنی ساتھی چڑیوں جیسی بننے کی کوشش کرتی۔

سبق کے آخر میں آپ نے پڑھا کہ ''چڑے اور چڑیا روتے تھے اور مس چڑیا قہقہے لگاتی تھی کہ نئے زمانے کی اولاد ایسی ہوتی ہے۔''

اس جملے میں مصنف نے مغربی تہذیب پر تیکھا طنز کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مغربی تہذیب میں رشتوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ ان کے دل میں ماں باپ کے لیے ادب واحترام اور عزت ومحبت کے جذبات نہیں ہوتے۔ انہیں اس کا ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ انہیں پالنے اور پرورش کرنے میں ماں باپ نے کیسی کیسی تکلیفیں اٹھائی ہیں، بلکہ وہ تو اسے ان کی اخلاقی

NOS\NOTE1.tif not found.

ذمہ داری سمجھتے ہیں۔اسی لیے مغربی تہذیب میں دن بدن اخلاقی گراوٹ آتی جا رہی ہے۔

7.4 زبان کے بارے میں

مصنف نے چھوٹی چڑیا کے منہ سے ماں چڑیا کو نصیحت کرا کے والدین کو یہ سبق دیا ہے کہ بچے کو بڑا ہو کر کیسا انسان بننا ہے، اس کی تمام تر ذمہ داری ماں باپ پر ہے۔ والدین کو معلوم ہونا چاہیے کہ بچے کی تربیت میں ماں باپ اور آس پاس کے ماحول کی بڑی اہمیت ہے۔ اس لیے وہ بچوں کی جیسی تربیت اور پرورش کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے انہیں پہلے خود نمونہ بن کر دکھانا ہوگا۔ بچے کا ذہن تو سادے کاغذ کی طرح ہوتا ہے۔ بچپن سے جو کچھ اسے سکھایا جاتا ہے اور جو کچھ وہ خود دیکھتا ہے وہ اس کے ذہن کے سادے کاغذ پر نقش ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ نقوش بڑے گہرے اور دیرپا ہوتے ہیں۔ اس لیے ماں باپ کو اپنی ذمے داری کو پوری طرح سمجھنا چاہیے۔ اور دیانت داری کے ساتھ نبھانا چاہیے۔

متن پر سوالات 6.2

درست جواب پر صحیح کا نشان لگایئے۔

1. تم غریب تھیں تو امیر کی کوٹھی میں گھونسلہ کیوں بنایا؟ گاؤں کے چھپر میں گھر بنایا ہوتا۔
مصنف چھوٹی چڑیا کے منہ سے یہ کہلوا کر بتانا چاہتا ہے کہ..................

   (i) والدین اپنی ذمہ داری کو سمجھیں
   (ii) چھوٹی چڑیا بہت سمجھ دار ہوگئی تھی
   (iii) چڑے نے چھوٹی چڑیا سے ماں کو طعنہ دلوایا تھا

2. ''اچھوں کی صحبت اچھا بناتی ہے۔ بروں کی صحبت برا کر دیتی ہے'' اس سے مصنف کی مراد ہے کہ......

   (i) جیسے لوگوں کے ساتھ رہیں گے ان کی عادتیں خود بخود ہمارے اندر پیدا ہو جائیں گی
   (ii) اچھے لوگ زبردستی اچھا آدمی بنانے کی کوشش کرتے ہیں
   (iii) برے لوگ ہمیشہ بری ہی باتیں بتاتے ہیں

3. چھوٹی چڑیا نے مرنے کی دھمکی دی، کیوں کہ

   (i) میر سٹر صاحب کی بچی کی چیزیں دیکھ کر وہی چیزیں حاصل کرنا چاہتی تھی
   (ii) مس بابا کو دیکھ دیکھ کر ضدی ہوگئی تھی
   (iii) مرنے کی دھمکی دے کر ماں باپ کو ڈرانا چاہتی تھی

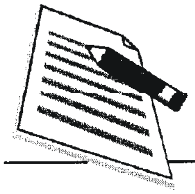

نوٹ

7.5 اسلوب بیان

خواجہ حسن نظامی کی تحریروں میں بے حد بے ساختگی اور بے تکلفی ہے۔ ہر بات نہایت دلچسپ اور دلکش انداز میں کہتے ہیں۔ عبارت اتنی آسان ہوتی ہے کہ معمولی سے معمولی پڑھا لکھا بہ آسانی سمجھ سکتا ہے۔ معمولی سے معمولی لفظ میں طرح طرح کے معنی پیدا کرنے میں آپ کو کمال حاصل ہے۔ فطرت کی تصویر اس طرح کھینچتے ہیں کہ ایک جیتا جاگتا منظر آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ اسی وجہ سے خواجہ حسن نظامی کو مصور فطرت کہا جاتا ہے۔ یہ خصوصیات آپ کو اس مضمون میں بھی ملیں گی جو آپ کے نصاب میں شامل ہے۔

آپ نے کیا سیکھا

......خواجہ حسن نظامی نے اس انشائیے میں گھروں میں انسانوں کے درمیان ہونے والی بات چیت کو چڑیوں کی زبان سے ادا کرایا ہے۔ اسے تمثیل کرنا کہتے ہیں۔

......اس سبق کے ذریعے خواجہ حسن نظامی نے یہ نصیحت کی ہے کہ انسان پر صحبت کا بہت اثر ہوتا ہے۔ اچھے لوگوں کے ساتھ رہ کر انسان خود بخود نیک بن جاتا ہے۔ اور برے لوگوں کے ساتھ غیر ارادی طور پر برا بن جاتا ہے۔ اس لیے ہمیں بُری صحبتوں سے بچنا چاہیے اور ہمیشہ اچھی صحت اختیار کرنی چاہیے۔

......بچوں کی تربیت میں والدین اور آس پاس کے ماحول کی بہت اہمیت ہے۔ بچہ بڑا ہو کر اچھا انسان بنے اس کا تمام تر دارومدار والدین کی اچھی تربیت پر ہے۔

......تعلیم حاصل کر کے ہماری عورتیں نئی نسوانی تحریکوں میں ان کی آزادی کے سلسلے میں بلند کیے جانے والے کھوکھلے نعروں سے متاثر ہو گئی ہیں اور اس کی نقل میں لگ گئی ہیں۔

......خواجہ حسن نظامی کا لقب ''مصور فطرت'' ہے۔

خواجہ حسن نظامی کا انداز بیان دلکش، آسان، دلچسپ اور بے تکلف ہے۔ معمولی باتوں میں طرح طرح کے معنی پیدا کرنے میں آپ کو کمال حاصل ہے۔

7.10 اختتامی سوالات

1. ''نئی روشنی کی کوٹھی'' سے مصنف کی کیا مراد ہے؟
2. ''اب آزادی اور برابری کا حق ہے'' اس جملے کی روشنی میں عورتوں کے جائز حقوق پر ایک مضمون لکھیے۔
3. ''اچھوں کی صحبت اچھا بناتی ہے اور بروں کی صحبت برا کر دیتی ہے۔'' کیا آپ اس قول سے اتفاق کرتے ہیں؟ دس جملوں میں اپنا جواب لکھیے۔

NOS\NOTE1.tif not found.

4. بچوں کو اچھا انسان بنانے کی ذمہ داری کس کی ہے؟

5. خواجہ حسن نظامی کے اسلوب بیان پر چند جملے لکھیے۔

متن پر سوالات کے جوابات

7.1   1. (i)   2. (i)   3. (iii)

7.2   1. (i)   2. (i)   3. (iii)